عصر حاضر میں علمِ حدیث کی خدمت کی نئی جہات

(ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ کے افکار کی روشنی میں)

* ڈاکٹر سید عبدالغفار بخاری

بلا شبہ ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ عصر حاضر کے نابغہ عصر تھے آپ کو بیشتر زبانوں پر عبور حاصل تھا اللہ تعالیٰ نے آپ کو خداداد صلاحیتوں سے بہرہ ورفرمایا تھا۔ آپ پچیس سے زائد کتب کے مئولف تھے۔ آپ نے شاہ ولی اللہ کی معاشی تعلیمات اور فلسفے کی نشاۃ ثانیہ پر پی ایچ ڈی کا مقالہ لکھا ان کی گفتگو مجمع کو اپنے سحر میں جکڑ لیتی تھی۔ جن لوگوں نے انہیں سنا ہے وہ جانتے ہیں کہ وہ گفتگو کے اسلوب و ہنر اور زبان و بیان کی خوبیوں سے بدرجہ کمال آشنا تھے اسلام کے بنیادی مصادر پر گہری نظر رکھتے تھے۔ الغرض ڈاکٹر صاحب اپنی خصوصیات و امتیازات کی وجہ سے ان منفرد شخصیت کے حامل تھے۔ دینی و دنیوی تعلیم کا حسین امتزاج اور جدید و قدیم علوم نظریات میں ماہرانہ شناسائی میں ممتاز تھے۔

مقالہ ہذا میں ڈاکٹر محمود غازی کے افکار کی روشنی میں علم حدیث کی خدمت کی نئی جہات کو تلاش کرنا مقصود ہے۔

تاہم یہ حقیقت ہے کہ میرے اس مقالے سے ڈاکٹر محمود غازی کے افکار میں مزید کسی پہلو کا اضافہ تو نہیں ہوگا البتہ موصوف کے ذکر سے اس کا مرتبہ شاید دوبالا ہو جائے اس بات کی عکاسی شاعر اسلام حضرت حسان بن ثابتؓ کے فرمان سے ہوتی ہے جنہوں نے آنحضرت ﷺ کی بابت فرمایا تھا۔

ما ان مدحت محمداً بمقالتی　　　لکن مدحت مقالتی بمحمد (1)

میں نے اپنے مقالہ سے آنحضرت ﷺ کی تعریف نہیں کی مگر حضرت محمد ﷺ کی وجہ سے اپنے مقالے کی تعریف کی ہے۔ قبل اس کے اپنے موضوع کی طرف آئیں تمہیدی طور پر علمِ حدیث کی اہمیت اور اس سے وابستہ علوم و فنون کا تذکرہ اہمیت سے خالی نہیں ہوگا۔

1 علم حدیث کی اہمیت

اللہ ربّ العالمین نے مسلمانوں کو دو ایسی نعمتوں سے سرفراز فرمایا ہے جو دنیا کی کسی قوم کو حاصل نہیں یہ دو نعمتیں

---

* شعبہ علوم اسلامیہ، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد۔

قرآن کریم اور ذات رسالت مآب حضرت محمد ﷺ ہیں حدیث کے بغیر قرآن کریم کی تشریح وتعبیر ناممکن ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿وَاَنزَلنَآ اِلَیکَ الذِّکرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَانُزِّلَ اِلَیهِم وَلَعَلَّهُم یَتَفَکَّرُونَ﴾(2)

ہم نے آپ کی طرف یہ ذکر (قرآن کریم) نازل کیا ہے تا کہ آپ اسے لوگوں کے سامنے کھول کر بیان کریں۔تا کہ وہ غور وفکر کریں۔

محدّثین نے حدیث کا موضوع رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی اس حیثیت سے کہ وہ اللہ کے رسول ہیں کوقرار دیا ہے۔جب کہ بعض کے نزدیک وہ تمام روایات حدیث کہلاتی ہیں جو براہ راست یا بالواسطہ رسول اللہ تک پہنچے دونوں صورتوں میں اس کا موضوع آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی بنتی ہے۔انسانی تاریخ میں جلیل القدر پیغمبر اور بڑی بڑی دینی شخصیتیں گزری ہیں۔جن کے متبعین کی تعداد آنحضرت ﷺ کے ماننے والوں سے کہیں زیادہ ہے۔لیکن تاریخ گواہ عدل ہے ان میں سے کسی کے اقوال وافعال اور فرامین کو محفوظ رکھنے کا اس قدر اہتمام نہیں کیا جتنا ہادی برحق حضرت محمد ﷺ کے ارشادات عالیہ کو محفوظ ومصون کرنے کے لئے کیا ہے یہ وہ حقیقت ہے جس کا اعتراف ایک غیر مسلم ڈاکٹر سپرنگر (Dr. Springar) نے بھی کیا ہے(3)

کسی بھی کلام کی اہمیت وعظمت اس کے قائل کی نسبت سے ہوتی ہے۔جس طرح جو عظمت وادب اللہ تبارک و تعالیٰ کا ہے۔وہی عظمت اس کے کلام مقدس قرآن کریم کا ہے۔اسی طرح جو ادب آنحضرت ﷺ کا ہے وہی ادب و احترام آپ کی حدیث مبارکہ کا ہے۔معلوم ہوا کہ جس طرح نبی اکرم ﷺ کی گستاخی و بے ادبی کفر ہے ٹھیک اسی طرح آپ کے ارشادات عالیہ کی بے ادبی و گستاخی کفر ہے۔احادیث مقدسہ کا احترام وتوقیر اور ان کی خدمت دراصل آنحضرت ﷺ کا احترام اور آپ کی خدمت ہے۔

اس اہمیت کے پیش نظر قرون اولیٰ کے مسلمانوں نے احادیث مبارکہ کے تمام گوشوں میں اس کی خدمت کا اہتمام کیا۔

❷ احادیث کے مختلف شعبہ جات

1 تاریخ حدیث

اس شعبہ میں حدیث کے مختلف پہلوؤں پر بحث ہوتی ہے مثلاً ضرورت حدیث،مقام حدیث ،حجیت

حدیث،حفاظت حدیث،تدوین حدیث،وغیرہ۔

2۔ اصطلاحات حدیث

اس شعبہ میں حدیث کی بنیادی اصطلاحات کے بارے میں بحث ہوتی ہے۔مثلاً خبر متواتر،مشہور،عزیز،خبر احاد،مرفوع،موقوف،مقطوع وغیرہ۔

۳۔ علوم حدیث

اس شعبہ میں حدیث کے مختلف علوم کے بارے میں بحث کی جاتی ہے۔مثلاًعلم اسناد،علم جرح وتعدیل،علم اسماءالرجال،علم نقدحدیث وغیرہ (4)

3- علم حدیث:مختلف علوم وفنون کا سرچشمہ

بلاشبہ علم حدیث نے ایک علمی اور فکری سرگرمی کو جنم دے کر ایک تحریک کی شکل اختیار کر لی ہے۔اور ایک ایسے تعلیمی عمل کا آغاز کیا جو تسلسل کے ساتھ جاری وساری ہے،بہت سارے علوم وفنون کی بنیاد علم حدیث ہی کی بدولت ہے۔علم حدیث کے ذخائر اسلامی علوم وفنون میں نہ صرف مسلسل تحفظ و بقا کی ضمانت ہیں بلکہ اسکی متواتر توسیع بھی علم حدیث کے ذریعے سے ہورہی ہے۔قاضی ابوبکر ابن العربی ایک مشہور محدث ہیں آپ لکھتے ہیں کہ:

> ''سات سو اسلامی علوم سنت کی شرح ہیں اور تمام بالواسطہ یا بلاواسطہ حدیث اور سنت کی تفسیر وتوضیح ہے۔'' (5)

ابن العربی کے مذکورہ بالا قول کو ہم ایک مثال سے سمجھتے ہیں۔حدیث اور سنت کو اگر ہم قرآن کریم کی شرح قرار دیں قرآن کریم، حدیث اور بقیہ علوم وفنون میں وہ رشتہ ہے۔جو ایک درخت میں اس کے تنے اور شاخوں میں اور پھلوں اور پھولوں میں پایا جاتا ہے۔گویا تمام علوم وفنون پھل اور پھول اور پتے ہیں۔حدیث شاخیں اور تنا ہے۔اور قرآن کریم وہ سرچشمہ ہے جس سے یہ تمام علوم وفنون پھوٹے ہیں۔یہاں چند ایک علوم کا تذکرہ کرنا مفید رہے گا۔جو علم حدیث ہی کی بدولت ہمیں میسر آئے ہیں۔

ا۔علم کلام

اس سے مراد وہ علم ہے۔جس میں عقلی دلائل کے ذریعے اسلام کے عقائد کو ثابت کیا جائے اور اس کے عقائد پر

وارد اعتراضات کا جواب دیا جائے۔(6)

اس علم کا آغاز جن مسائل سے ہوا وہ سب سے پہلے علم حدیث میں بیان ہوئے ہیں مثلاً یہ کہ ایمان کا گھٹنا اور بڑھنا، کلام الٰہی قدیم ہے یا حادث، انسانی زندگی کی تشکیل میں وحی الٰہی فیصلہ کن ہے یا عقل۔ جن اہل علم نے سب سے قبل کلامی اور فلسفیانہ نوعیت کے یہ سوالات اٹھائے وہ محدثین تھے۔ امام احمدؒ، امام بخاریؒ وغیرہ نے ان مسائل سے بحث کی۔(7)

۲۔ علم فقہ

صاحب نورالانوار نے علم فقہ کا مفہوم بیان کیا ہے۔

"العلم با لاحکام الشرعیة عن ادلتها التفصیلیة"(8)

فقہ شرعی قوانین کے علم کا نام ہے جو ان کے تفصیلی دلائل سے حاصل ہوں۔

گویا قرآن وحدیث کی ان نصوص کو جو انسان کے عملی زندگی کی تشکیل کرتا ہے اور ان کو گہرائی کے ساتھ سمجھنا فقہ کہلاتا ہے۔

احادیث میں نماز، روزہ، زکوۃ، مناسک اور خرید وفروخت وغیرہ کے احکام بیان ہوئے ہیں۔ یہ سارے احکام وہ ہیں جن سے وہ بنیادیں تشکیل پاتی ہیں جن کی عملی تفصیل فقہائے اسلام نے مرتب فرمائیں۔ انہوں نے احادیث پر اس لحاظ سے غور وفکر کیا کہ ان سے کون کون سے احکام مستنبط ہوتے ہیں۔ ابتدائی فقہاء امام مالکؒ، امام احمد بن حنبلؒ، امام شافعیؒ اور امام محمد بن حسن شیبانیؒ وغیرہ اصلاً محدث تھے۔(9)

۳۔ علم اصول فقہ

ایسا علم ہے جس میں ایسے شرعی عملی احکام سے بحث ہوتی ہے جو اصلی مصادر سے حاصل کئے گئے ہوں۔(10)

گویا اصول فقہ کا مقصد ایسے قواعد اور ضوابط کی تخریج کرنا ہے جن کے ذریعے ایسے احکام تک رسائی ہو سکے جن کا تعلق عمل سے ہے اور جن پر عمل کر کے ایک مجتہد استنباط احکام میں غلطی سے محفوظ رہے۔ یہ حقیقت ہے۔ کہ علم حدیث کے بیان کردہ احکام سے علم اصول فقہ کی داغ بیل پڑی ہے۔ بقول ڈاکٹر محمود احمد:

"علم حدیث اس نبوغ اور عبقریت کا نمونہ ہے کہ جس میں معلومات اور

> معاملات کی وسعت پر دار و مدار ہو اور اصول فقہ اس نبوغ اور عبقریت کا نمونہ ہے جس میں تخلیقی صلاحیتیں اور نئے نئے افکار و نظریات کو سامنے لانے پر معاملات کی بنیاد ہو"۔(11)

۴۔ علم تاریخ

قبل از اسلام فن تاریخ پر بہت کچھ لکھا گیا اس بارے میں بہت سی کتب موجود تھیں۔اس وقت ان کے ہاں تاریخ کا صرف یہ تصور تھا کہ کسی قوم اور معاشرے کے بارے میں قصے اور کہانیاں کو جمع کر دیا جائے قطع نظر اس سے کہ اس کا ماخذ کیا ہے۔ یہ چیز صحیح لکھی ہے یا غلط۔اس کا بیان کرنے والا کون ہے۔آپ سے کس نے بیان کیا۔آپ نے اس سے بلاواسطہ سنا ہے یا بالواسطہ وغیرہ اس وقت اس قسم کے سوالات کسی کے ذہن میں نہیں تھے۔اہم تاریخی اور تمدنی معلومات کا ایک کثیر حصہ قبل از اسلام موجود تھا۔ یہ تصورات سب سے پہلے علم حدیث نے دیے ہیں۔

اس بارے میں ڈاکٹر محمود احمدؒ رقمطراز ہیں۔

> ''......آج دنیا کا کوئی مؤرخ اسلام کے اس احسان کو مانتا ہے یا نہیں مانتا۔ مانتا ہے تو بلا شبہ عدل و انصاف کی بات کرتا ہے۔ اور نہیں مانتا تو بڑا احسان فراموش ہے یا کم از کم ناواقف ضرور ہے۔لیکن تاریخ کا صحیح تصور اور تاریخ کا وہ صحیح شعور جس طریقے سے مسلمانوں کو اور ان سے دنیا کو حاصل ہوا اس کا اولین مصدر و ماخذ علمِ حدیث ہے"۔(12)

۵۔ علم اصول دعوت

یہ مسلمانوں کا ایک بہت بڑا فن ہے۔اس فن میں یہ بتایا جاتا ہے کہ دعوت کا اسلوب کیا ہونا چاہئے۔ایک داعی میں کونسی کونسی صفات ہونی چاہئے۔دعوت کے مقاصد کیا ہیں۔انسان کے اخلاق اور اس کی کردار سازی کس طرح ہو سکتی ہے۔اس باب میں جو رہنمائی ملتی ہے وہ احادیث نبویہ سے ملتی ہے۔احادیث کا ایک بہت بڑا ذخیرہ احادیث رقاق سے بھی ملتا ہے۔

٦۔ اسلام کا بین الاقوامی قانون (علم سیر)

علم بلاغت اور دیگر علوم کی بنیاد و اساس علم حدیث ہی پر منحصر ہے۔ یہ وہ علوم وفنون جو براہ راست علم حدیث کی بدولت معرض وجود میں آئے ہیں الغرض علم حدیث میں ہر آنے والا دن ایک نیا میدان سامنے لا رہا ہے۔اور اس میں

مزید وسعت آتی جا رہی ہے۔ گذشتہ صدی کو اگر ہم عصر حاضر یا دور جدید قرار دیں تو معلوم ہوتا ہے کہ بیسویں صدی میں علم حدیث کی خدمت میں ایک نئی سرگرمی پیدا ہوئی اور اس پر کام کے لئے طرح طرح کے موضوعات اور نئے نئے میدان سامنے آئے ہیں۔ اس سلسلہ میں دنیائے اسلام میں علم حدیث کی خدمت مختلف انداز سے ہوئی اور اس باب میں انہوں نے دنیا کے سامنے ایسے ایسے نمونے پیش کئے جس سے علم حدیث کی خدمت میں ایک نئے دور کا نقطہ آغاز ہوتا ہے۔ تاہم علم حدیث ایک وسیع سمندر ہے۔ جس سے مختلف علوم وفنون ساری و جاری رہے گئے اور حدیث کی خدمت تا قیامت ہوتی رہے گی۔ علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں:

آئین نو سے ڈرنا، طرز کہن پے اڑنا
منزل یہ کٹھن ہے قوموں کی زندگی میں (13)

4- نئے علوم کی روشنی میں علم حدیث کی خدمت

بلاشبہ گذشتہ دو صدیوں میں علم حدیث پر مختلف جہات پر کام ہوا ہے اگر ہم برصغیر کے حوالے سے علمِ حدیث پر کام کا جائزہ لیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ کام اتنے وسیع پیانے پر اور اتنی جامعیت کے ساتھ ہوا ہے کہ عرب دنیا میں بھی اس کے نہ صرف اثرات محسوس کئے گئے بلکہ بہت سے علماء کرام نے اس کا کھلے الفاظ میں اعتراف بھی کیا ہے۔ مصر کے نامور شخصیت علامہ رشید کے بقول:

''اگر ہمارے بھائی برصغیر کے مسلمان نہ ہوتے تو شاید علمِ حدیث دنیا سے اٹھ جاتا'' (14)

اس حقیقت کے باوصف کہیں کسی کے ذہن میں یہ غلط فہمی نہ پیدا ہو کہ علم حدیث پر جو کام ہونا تھا وہ ہو چکا ہے محدثین کرام نے جو کارنامے سرانجام دے دیے وہ کافی ہیں اب مزید نہ کسی تحقیق کی ضرورت ہے اور نہ کسی کام کی۔ یہ غلط فہمی دور ہو سکتی ہے اگر یہ دیکھ لیا جائے کہ آج کل حدیث پر کتنا کام ہو رہا ہے اور اس میں مزید کس طرح کی تحقیق کرنا ابھی باقی ہے اور اس کے کیا امکانات ہیں۔ مقالہ ھذا میں ہماری کوشش رہے گی کہ ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ کی افکار ہی کی روشنی میں علم حدیث کی خدمت کی نئی جہات کو تلاش کیا جائے اور یہ بتایا جائے کہ کس میدان میں کتنا کام ہوا اور اس کی نوعیت کیا ہے۔ اور کتنا کا ہونا ابھی باقی ہے۔ ذیل میں ہم بالاختصار ان موضوعات اور ان خطوط کا جائزہ لیں گے جن میں علم حدیث کے میدان میں تحقیقی کام ہونا ابھی باقی ہے۔

ا۔ احادیث کا سائنسی مطالعہ

بیسویں صدی بالخصوص اس کے آخری ربع میں انسان کی برق رفتار پیش قدمی اور مزید وسیع ہوتی ہوئی معلومات نے اس کی لاعلمی کو مزید اجاگر کر دیا ہے۔ گزرتا ہوا ہر لحہ نت نئے انکشافات و ایجادات سامنے لا رہا ہے۔ اور خالق کائنات کی نشانیوں کو اجاگر کر رہا ہے۔ کھلتی ہوئی ہر پرت اور اترتا ہوا ہر غلاف اسلام کی حقانیت کا اعلان کر رہا ہے۔ ہر عہد کی دانش و بینش نے دین اسلام کے حوالے سے جن اعتراضات کو اٹھایا یا جن سوالات کو پیش کیا علمائے اسلام نے ان کی مثبت اور مسکت جوابات فراہم کئے ہیں۔

اسلام ابدی صداقتوں اور سائنسی مسلّمات کا ترجمان ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اسلام سے بڑھ کر اسرار فطرت کو کھولنے اور رموز کائنات کو جاننے کی تعلیم کس بھی مذہب اور تہذیب میں نہیں ملتی۔ لہٰذا دور حاضر میں علم حدیث کا سائنسی انداز سے مطالعہ کرنے کی اشد ضرورت ہے۔

ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ نے حدیث کے سائنسی مطالعہ کے دو واقعات بیان کئے ہیں ایک حدیث جس میں ذکر ہے کہ مکھی کے ایک پر میں شفا ہوتی ہے اور دوسرے پر میں بیماری۔ دوسری حدیث عرینہ جس میں ذکر ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اس قبیلہ کے چند اشخاص کو جو اسلام قبول کر چکے تھے اونٹی کا دودھ اور اس کا پیشاب پینے کا کہا تھا۔ انہوں نے بڑی تفصیل سے ڈاکٹر موریس بکائی اور ڈاکٹر حمید اللہ کی بحث و تمحیص کا ذکر کیا ہے۔ (15)

قرآن کے سائنسی مطالعے کی طرح احادیث کا سائنسی مطالعے کا آغاز تو ہو چکا ہے خصوصاً اہل مغرب روز بروز نت نئے تجربات کر کے اسلام کی حقانیت کا منہ بولتا ثبوت فراہم کر رہے ہیں چودہ صدیاں پہلے جو بات پیغمبر اسلام نے ارشاد فرمائی تھی وہ آج بھی سائنس کے میزان پر پوری اترتی ہے۔ لیکن یہاں یہ امر ملحوظ خاطر رہنا چاہئے کہ حدیث نبوی کا مقام و مرتبہ ان تجرباتی انسانی علوم سے بہت بلند اور اعلی ہے اس لئے کہ حدیث کی کتب سائنسی کتب نہیں بلکہ انہیں سائنس اور طب کی کتاب قرار دینا ان کا مرتبہ کم کرنے کے مترادف ہے۔ اور ان کی بے ادبی ہے۔ احادیث مطہرہ میں جو کچھ بیان ہوا ہے۔ وہ سب کا سب زبان رسالت سے نکلے ہوئے سچے موتی ہیں۔

یہاں ایک دو احادیث کا مختصر سائنسی مطالعہ پیش کیا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔

الف۔ انگلیوں کی پوروں پر جراثیم کش پروٹین

اہل مغرب کھانے کے بعد انگلیاں چاٹنے کے فعل کو غیر صحت مند (Unhygenic) قرار دے کر اس پر

حرف گیری کرتے رہتے ہیں۔ جب کہ حدیث میں انگلیاں چاٹنے کا حکم ہے۔(16)

ایک تحقیق کے مطابق "جرمنی کے طبی ماہرین نے تحقیق کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا ہے۔ کہ انسان کی انگلیوں کے پوروں پر موجود خاص قسم کی پروٹین (Protein) اسے مختلف قسم کی بیماریوں سے بچاتی ہے۔ ماہرین کے مطابق وہ ای کولائی کہتے ہیں۔ جب انگلیوں کے پوروں پر آتے ہیں تو پوروں پر موجود پروٹین ان مضر صحت بیکٹیریا کو ختم کر دیتی ہے۔ اس طرح یہ جراثیم انسانی جسم پر رہ کر مضر اثرات پیدا نہیں کر تے۔ خاص طور پر جب انسان کو پسینہ آتا ہے۔ تو جراثیم کش پروٹین متحرک ہو جاتی ہے۔ ماہرین کا خیال ہے۔ کہ یہ پروٹین نہ ہوتی تو بچوں میں ہیضے، دست اور قے کی بیماریاں بہت زیادہ ہوتیں۔"(17)

ب۔ طاعون زدہ علاقے سے دور رہنے کا اور اس کی حکمت

طبی لحاظ سے طاعون ایک مہلک گلٹی ہے۔ جو تکلیف دہ متعدی عارضہ ہے۔ طاعون کے نتیجے میں جسم میں تعدیہ یا عفونت (Infection) زخم (Ulcers) اور مہلک رسولیاں نمودار ہوتی ہیں۔ اطبا اپنے مشاہدے کی رو سے انھیں طاعون کی علامات قرار دیتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم طاعون کے بارے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا۔

"طاعون ایک عذاب ہے جو بنی اسرائیل کے ایک گروہ یا تم سے قبل لوگوں پر نازل ہوا۔ جب تم سنو کہ کسی علاقے میں طاعون ہے تو وہاں مت جاؤ اور جب وہ اس علاقے میں آجائے جہاں تم مقیم ہو و اس علاقے سے مت بھاگو۔"(18)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"غدة كغدة البعير، يخرج في المراق والابط"(19)

طاعون ایک گلٹی ہے۔ جو اونٹ کی گلٹی سے مشابہ ہے۔ جو پیٹ کے نرم حصوں اور بغلوں میں نمودار ہوتی ہے۔

آپ ﷺ نے طاعون سے متاثرہ علاقے میں نہ جائے یا وہیں ٹھہرنے کا جو حکم دیا ہے اس میں بڑی حکمتیں پنہاں ہیں

امام ابن قیم مذکورہ بالا حدیث کی روشنی میں لکھتے ہیں۔

''......انسانی جسم میں مضر مادے ہوتے ہیں جو بھاگ دوڑ اور غسل کرنے سے متحرک ہو جاتے ہیں۔ پھر وہ جسم کے مفید مادوں سے مل کر کئی بیماریوں کا باعث بنتے ہیں۔ اس لئے جب کسی جگہ طاعون حملہ آور ہو تو وہیں ٹھہرے میں عافیت ہے تاکہ انسان کے جسم میں مضر مادے متحرک نہ ہوں۔''(20)

جدید تحقیق نے بھی اس کی تصدیق کی ہے۔(21)

اس لیے ضروری ہے کہ ہم احادیث کا سائنسی مطالعہ میں اپنی تمام تر محنت اور کاوشیں صرف کر دیں اس لیے کے اسلام نے اپنے احیاء کے لئے ہمیشہ انسان کی مشقت سے توقعات وابستہ کی ہیں بقول اقبال،

نقش ہیں سب ناتمام ،خون جگر کے بغیر
نغمہ ہے سودائے خام ،خون جگر کے بغیر(22)

۲۔ گذشتہ مذاہب کا مطالعہ

جب ہم احادیث کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں ان میں سابقہ کتب کے حوالہ جات بکثرت ملتے ہیں اس میں سابقہ انبیاء، سابقہ اقوام اور ان کے واقعات کا ذکر ہے۔ آنحضرت ﷺ نے بہت سے مواقع پر تورات اور انجیل کے بیانات کو نقل کیا ہے۔

چنانچہ اگر آج ہم ان بیانات کو توراۃ یا انجیل یا دیگر کسی کتاب میں نہیں پاتے میں یا اس میں تھوڑا بہت ردو بدل پاتے ہیں تو ہمارے سامنے اس بات کی ایک تصدیق ہو جاتی ہے کہ ان میں تحریف واقع ہوئی ہے۔ ساتھ ساتھ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگر تبدیل واقع ہوئی تو کہاں کہاں ہوئی ہے اور کن طریقوں سے ہوئی۔

اور اگر ان کتابوں میں کوئی حوالہ ملتا ہے۔ تو اس سے معلوم کیا جا سکتا ہے۔ کہ وہ کس حد تک ہے اور ان میں کتنی مماثلت ہے اور کس حوالے سے ذکر ہوا ہے۔ اسی طرح مطالعہ مذاہب میں وہ گوشے بھی سامنے آتے ہیں جن میں مذاہب کی ھدایات جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر و رسل کی طرف بھیجی تھیں اور مذاہب کے پیرو کار کی تحریفات سے قبل جو تعلیمات تھیں ان کا واضح ثبوت احادیث سے ملتا ہے۔ مثلاً توراۃ مین یہ منقول ہے بائبل میں یہ تھا۔ فلاں پیغمبر کی یہ تعلیمات تھیں اور فلاں پیغمبر کی یہ ھدایات تھیں۔ اس سے گذشتہ کتب مقدسہ کے مطالعہ اور مذاہب کی تاریخ پر کام کرنے کی ایک نئی جہت کا تعین کیا جا سکتا ہے۔ اور یوں علم حدیث میں ایک نئے انداز سے تحقیق کام کی راہ کھلتی ہے۔

۳۔ مجموعہ احادیث کے موضوعات کی از سر نو ابواب بندی

حضرات محدثین نے اپنے مجموعہ ہائے احادیث کو اپنی ضروریات اور اپنے زمانہ کے لحاظ سے ان کی ابواب بندی کی ان کے عنوانات تجویز کئے۔اور موضوعات رکھے۔ بہت سارے موضوعات ایسے ہیں جن سے شاہدان کو واسطہ نہ پڑا ہو مثلاً قوموں کا عروج وزوال کیسے ہوتا ہے۔تہذیب وتمدن کی اساس کس پر ہوتی ہے۔ جیسے جیسے انسانیت کے مسائل بڑھتے رہیں گے نت نئے مسائل پیش آتے رہیں گے۔ نئے مجموعے ہر دور میں مرتب ہوتے رہیں گے۔لیکن ماخذ یہی ذخائر رہیں گئے جو ائمہ اسلام نے پانچویں صدی ہجری تک مرتب کئے ہیں۔ ایک طرح سے ہم ان کو Power House کہیں گے جس سے کنکشن حاصل کر کے نئے نئے کام کی راہ ہموار کر سکتے ہیں۔ نئے نئے انداز سے راستے پیدا کر سکتے ہیں لیکن اس سب کچھ کے باوجود وہ بنیادی ماخذ جنہیں ہم نے پاور ہاؤس سے تعبیر کیا ہے وہ اپنی جگہ باقی رہیں گے۔ضرورت اس امر کی ہے کہ نئے انداز سے مجموعہ احادیث کو مرتب کیا جائے جس میں آج کی تہذیبی، تمدنی، سیاسی، معاشی، اجتماعی، روحانی اور اخلاقی ضروریات کے مطابق ابواب بندی کی جائے۔

۴۔ اسلام پر اعتراضات کا جواب

اسلام اور پیغمبر اسلام کے بارے میں غلط فہمیاں پھیلانے کا منصوبہ جس کا آغاز کفار مکہ نے کیا تھا اسے مخالفین و معاندین اسلام نے ہر دور میں دہرایا ہے۔

اس میں شک نہیں کہ محدثین نے فی زمانہ اسلام کے عقائد پر جو اعتراضات یونانیوں کی طرف سے ہو رہے تھے یا جو شبہات ایرانی اور ہندوستانی فلاسفر پیش کر رہے ان اعتراضات کا جواب انہوں احادیث کی روشنی میں دیا۔لیکن آج قدیم یونانی فلسفہ اپنی موت آپ مر گیا ہے۔قدیم ایرانی اور ہندوستانی تصورات ختم ہو چکے ہیں آج اسلام پر نئے انداز سے حملے ہو رہے ہیں۔ رزم حق و باطل کا یہ سلسلہ دور حاضر میں بھی اسی طرح جاری وساری ہے جو کام ماضی قریب میں گولڈزائیر، مارگولیتھ، ٹسڈل، ٹوری اور سپرنگر جیسے متعصب، جانبدار مستشرقین اپنی کتب کے ذریعے کر رہے تھے وہی کام آج کے مغربی ذرائع ابلاغ زیادہ موثر، منظّم اور غیر محسوس طریقے سے کر رہے ہیں۔مغربی نفسیات نبوت کو بطور ماخذ علم ماننے سے انکاری ہے۔ وہ فن تاریخ کے حوالے سے۔آرکیالوجی (Archaeology) کے نقطہ نگاہ سے اور آثار قدیمہ کے تناظر سے اس پر اعتراضات کر رہیں ہیں۔ یہ صورت حال تقاضا کرتی ہے کہ دور حاضر کے مسلم سکالرز احادیث کی روشنی میں ان اعتراضات کا جواب دیں کیونکہ ان سب اعتراضات کا جواب کتب احادیث میں موجود ہے۔

لیکن ان جوابات کو سامنے لانے کی ضرورت ہے تا کہ اسلام کا آفاقی پیغام پوری انسانیت اور بالخصوص مغربی دنیا تک پہنچ سکے تا کہ ایک طرف تو مغربی میڈیا کے پروپیگنڈا کا توڑ کیا جا سکے اور دوسری طرف نام نہاد دانشوروں کی جانب سے لگائے گئے بے بنیاد الزامات کا مدلل اور سکت جواب دیا جا سکے۔

۵۔ انکار حدیث کا مقابلہ

بیسویں صدی میں فتنہ انکار حدیث اس برق رفتار سے پھیلا کہ بہت سے لوگ اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے چنانچہ اس صدی میں علم حدیث پر لکھنے والوں کا ایک میدان یہ بھی تھا کہ منکرین ومعترضین حدیث کے اعتراضات کو دور کیا جائے چنانچہ فتنہ انکار حدیث کی مناسب سرکوبی کی گئی مگر منکرین حدیث بڑے باہمت لوگ واقع ہوئے تھے ایک اعتراض کا جواب دیا جاتا تو دوسرا داغ دیتے وہ تسلسل کے ساتھ ایک ہی اعتراض کو مختلف طریقوں سے دوہراتے رہے علم حدیث پر جو بنیادی اعتراضات کیے گئے تھے ان سب کی اصل اساس یہ غلط فہمی تھی کہ ذخیرہ احادیث تاریخی طور پر ثابت شدہ نہیں ہے یعنی غیر مستند ہے اس غلط فہمی کی تو اچھی طرح وضاحت ہوگئی اب اس طرح کا اعتراض کرنے والا یا تو کم علم ہے یا ناواقف ہے۔

عصر حاضر میں حدیث پر اس طرح کے اعتراضات نہیں ہوتے بلکہ اس کی نوعیت بالکل مختلف ہے وہ اعتراضات حدیث کے مندرجات پر ہو رہے ہیں کچھ لوگ کم علمی سے اور کچھ نیک نیتی سے کرتے ہیں۔ضرورت اس امر کی ہے کہ ان سب اعتراضات کا علمی انداز میں جائزہ لے کر ان کا مثبت جواب دیا جائے۔اس بارے میں ڈاکٹر محمود رقمطراز ہیں۔

> ''۔۔۔حدیث رسول پر اعتراضات کرنے کی جو ذہنیت ہے یہ یہودی ذہنیت ہے یہ حضرت سلمان فارسی کے زمانے سے آج تک چلی آرہی ہے اور ہر زمانے میں یہودی اس طرح کے سوالات کرتے رہے ہیں یہ ان تمام لوگوں کی ذمہ داری ہے جو حدیث کا علم رکھتے ہیں یا اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں کو علم حدیث سے دلچسپی عطا فرمائی ہے اور جن کو اللہ تعالیٰ نے علم حدیث کا دفاع کرنے کی توفیق فرمائی ہے''۔(23)

۶۔ حدیث کی نئی شروحات

شارحین حدیث کے سامنے مسلمان مخاطبین تھے۔ جو دین کو مانتے تھے اس پر ایمان رکھتے تھے۔ اس لئے شارحین نے ان کا لحاظ رکھتے ہوئے حدیث کی شرح اس انداز سے تحریر کی کہ اس کے مخاطبین مسلمان ہیں لہٰذا وہ کلیات

کے بارے میں سوالات سامنے نہیں لائے تھے۔ بلکہ جزئیات پر ہی اکتفا کرتے تھے۔لیکن آج کا مخاطب، پڑھنے والا بہت سی چیزوں کا انکاری ہے یا پھر متردد ہے۔ وہ اسلام کے مسلّمہ کلیات سے بھی معترض ہے۔ چنانچہ اب حدیث کی نئی شرحیں نئے پس منظر میں لکھنے کی ضرورت ہے۔ پرانی شرحیں پرانے سیاق وسباق میں مرقوم تھیں۔نئی شرحیں نئے سیاق و سباق میں لکھی جائیں گی۔ان میں پہلے کلیات کو بیان کیا جائے گا اور پھر جزئیات کا جواب دیا جائے گا۔اس طرح سے نئے انداز کی شرحیں نئے مخاطبین کو سامنے رکھ کر اور نئے مسائل کے لحاظ سے مرتب کرنا از حد ضروری ہے۔اس بارے میں ڈاکٹر محمود فرماتے ہیں۔

"جس طرح سے متن حدیث کو نئے انداز سے مرتب کرنے کی ضرورت ہے اسی طرح علم حدیث کی نئی شرحیں لکھنے کی ضرورت ہے .... یہ ایک نئی دنیا ہے جس پر ابھی کام کا شاید آغاز بھی نہیں ہوا ہے اور اگر آغاز ہوا ہے تو محض آغاز ہی ہے۔"(24)

۷۔ حدیث کی موضوعی تدوین

اگر ہم کسی بھی موضوع کے حوالے سے کسی ایک حدیث کی کتاب میں موجود مواد دیکھیں تو بمشکل 100 احادیث ایسی ملے گی جن کا تعلق اس خاص موضوع سے ہو لیکن اگر تمام مجموعہ احادیث کا جائزہ لیا جائے تو بے شمار احادیث سامنے آئیں گی جن سے کئی جلدیں مرتب ہو سکتی ہیں تاہم اس میں احادیث کی صحت کے بارے میں جانچنا بھی ضروری ہے صرف وہی احادیث لی جائیں جو صحت کے معیار پر پوری اترتی ہوں اس لیے ضروری ہے بعض خاص موضوعات کے حوالے سے تمام احادیث یکجا کر دی جائیں مثلاً علم معاشیات کے بارے میں احادیث کے بے شمار ذخائر ہیں ہزاروں ارشادات اور ہدایات موجود ہیں۔جن کا انسان کی انفرادی اور اجتماعی معاشی زندگی سے بڑا گہرا تعلق ہے۔انہیں یکجا کیا جائے۔اسی طرح علم حدیث کے تمام بنیادی ماخذ سے کام لے کر وہ تمام احادیث جن کا تعلق حکومت اور ریاست سے ہے ان کو جمع کر دیا جائے۔اس بارے ڈاکٹر محمود احمد غازی رقمطراز ہیں۔

"بعض حضرات نے بعض ایسے مجموعے مرتب کئے ہیں۔محمد اکرم صاحب ہمارے ایک دوست ہیں انہوں نے علم حدیث کے ذخائر کو تلاش کر کے وہ احادیث دو جلدوں میں یکجا کی ہیں جو معاشیات سے متعلق ہیں۔لیکن ابھی اس پر طویل کام کی ضرورت ہے نئے نئے مجموعے جواب شائع ہوئے ہیں ان کو کنگھال کر اس مواد کو ایک ساتھ کرنے کی ضرورت ہے(25)

۸۔ حدیث کی کمپیوٹرائزیشن

1990 کے عشرے میں انفارمیشن ٹیکنالوجی میں بے پناہ ترقی ہوئی ہے یہ ایک نیا میدان ہے۔ جہاں تمام شعبہ ہائے زندگی نے اپنے اپنے دائرہ میں بے پناہ ترقی حاصل کی ہے۔علم حدیث کے ماہرین بھی اس میدان میں پیش پیش رہے ہیں۔ چنانچہ انہوں احادیث کا ایک جامع ڈیٹا بیس(Database) بنایا جس میں تمام کتب احادیث میں موجود تمام احادیث کو درج کر کے ہر حدیث کی فنی حیثیت اور اس بارے میں ائمہ حدیث کے اقوال و آرا سے بھی بحث کی ہے۔علاوہ ازیں حدیث کے تمام راویوں سے متعلق معلومات اور ان کے متعلق فن رجال کے ائمہ کی آراء کو بھی شامل کیا ہے۔اس طرح کسی بھی نام پر کلک(Click) کرنے سے اس راوی کی مکمل تفصیلات سکرین پر ڈسپلے (Display) ہو جاتی ہیں۔

عرب دنیا میں گذشتہ پچاس برس میں حدیث پر اس نوعیت کا غیر معمولی کام ہوا ہے۔حدیث کے متعلق ایسے کئی سافٹ ویئر تیار ہو چکے ہیں مثلاً اردن کے دارالتراث الاسلامی کے **موسوعة الحديث، مكتبه الفية لسنة النبوية** اور مکتبہ شاملہ قابل ذکر ہیں۔اس طرح علامہ ناصر الدین البانیؒ کی کتب پر مشتمل سافٹ ویئر بھی منظر عام پر آ چکا ہے۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے۔ کہ ڈاکٹر محمود احمد نے یہ لیکچر 2003ء میں دیے تھے۔اس وقت حدیث پر اس نوعیت کا کام اتنا زیادہ نہیں ہوا تھا تاہم اب تو وسیع پیمانے پر کام ہو رہا ہے۔تاہم ان سافٹ ویئر میں مزید بہتری لائی جا سکتی ہے۔ جدید ترین ''سرچ انجنز'' کی ٹیکنالوجی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے احادیث کے ساتھ قدیم و جدید علما کی لکھی ہوئی شروح (Commentaries) کو بھی لنک کر دیا جائے تاکہ براؤزنگ (Browsing) کرنے میں زیادہ وقت صرف نہ ہو۔ ایسے ہی احادیث کے نمبرز کو مکمل طور پر اسٹینڈرائزڈ(Standardized) کرنے کی ضرورت ہے۔تاکہ تلاش میں دشواری پیش نہ آئے۔

ڈاکٹر محمود غازی رجال احادیث کی کمپیوٹرائزیشن کے بارے میں اپنا نقطہ نگاہ بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

> ''لیکن اس سے بھی زیادہ جو مشکل کام ہے وہ رجال کی کمپیوٹرائزیشن کا کام ہے۔ چھ لاکھ افراد کے بارے میں تفصیلات، معلومات کے اس تمام ذخیرے کے ساتھ جو علمائے رجال اور جرح و تعدیل کے ائمہ نے جمع کیا ہے۔اس کو کمپیوٹرائز کرنا انتہائی اہم، مشکل اور لمبا کام ہے۔ اس کے لئے ایک نئے سافٹ ویئر کی ضرورت ہے۔ وہ سافٹ ویئر وہ آدمی بنا سکتا

ہے۔ جو خود بھی محدث ہو۔ علم حدیث بھی جانتا ہو اور پروگرمنگ (Programming) بھی جانتا ہو۔ اگر علم حدیث نہ جانتا ہو تو شاید اس کے لئے سافٹ ویئر بنانا بہت مشکل ہو گا۔" (26)

جہاں تک فن رجال کا تعلق ہے۔ تو اس حوالے سے بہت زیادہ کام ہو چکا ہے۔ بہت سے ایسے سافٹ ویئر تیار ہو چکے ہیں۔ جہاں ہم راوی کے حالات معلوم کر سکتے ہیں۔ البتہ جرح و تعدیل کے مواد میں سے انتخاب کرنا۔ اس کی درجہ بندی کرنا پھر حدیث کا درجہ متعین کرنا کہ حدیث صحیح ہے۔ حسن ہے یا پھر ضعیف وغیرہ۔ سارا کام کمپیوٹرائزیشن کے ساتھ ابھی ہونا باقی ہے۔

اس طرح کے بیسویوں میدان اور جہات ہیں جہاں علم حدیث کی خدمت کی جا سکتی ہے گذشتہ ماہ 18 تا 20 اپریل دوبئی میں انٹرنیشنل کانفرنس منعقد ہوئی جس کا موضوع "ندوة عن الاستشراف و التخطيط المستقبلي في السنة النبوية" تھا۔ اس کانفرنس میں شریک ہونے والے بیشتر اسکالرز نے اپنے مقالہ جات میں علم حدیث کے حوالے سے مستقبل میں ہونے والے تحقیقی کام اور اس کی پیش بندی کا گہرائی سے جائزہ لیا ہے۔ ان کی آراء کو سامنے رکھ کر مزید میدان کو تلاش کیا جا سکتا ہے اس طرح نہ صرف احادیث کے نئے میدان سامنے آئیں گے بلکہ یہ ایک طرح سے خدمت حدیث کا ایک بڑا موقع ہاتھ آئے گا۔

یاد رہے مثبت عمل وہی ہوتا ہے جو فی نفسہ مفید اور نتیجہ خیز ہو اسلئے اسلام میں ایسی سرگرمی سے روکا گیا ہے جو اصلاً بے مقصد اور بے ثمر ہو۔ لہذا خصوصاً احادیث کے میدان میں مثبت جہات کا تعین کرنا از حد ضروری ہے علم نافع ہی کو شریعت نے تسلیم کیا ہے۔ بقول اقبال:

وہ علم اپنے بتوں کا ہے آپ ابراہیم!
کیا ہے جس کو خدا نے دل و نظر کا ندیم
وہ علم کم بصری جس میں ہم کنار نہیں !
تجلیات کلیم و مشاہدات حکیم

(27)

حوالہ جات

1- الجاحظ، البیان والتبین، ص: 1 / 131 دارالفکر اسلامی
2- سورۃ النحل، 44/116
3- ابن حجر، مقدمۃ الاصابہ، ص: 7، دارالمعارف، مصر
4- نورالدین عتر علوم الحدیث، ص: 7 دارلکتب الاسلامی
5- ابن العربی، الجامع لاحکام القرآن، ص: 4 / 24، دارالمعارف، مصر
6- الغزالی، محمد بن محمد، المستصفی، ص: 2 / 34، المطبعۃ الامیریہ بولاق
7- مصطفیٰ، عبدالرزاق، تمہید لتاریخ الفلسفۃ الاسلامیہ، مکتبہ النحضۃ المصریۃ
8- ملاجیون، نورالانوار، ص: 36، دارالمعارف، مصر۔
9- محمود، عبدالجید، الإتجاهات الفقهية عند المحدثين فى القرن الثالث، ص: 44، مکتبہ کلیۃ دارالعلوم
10- الشوکانی، محمد بن علی، ارشاد الفحول إلى تحقيق الحق من علم الأصول، ص: 2، مکتبہ السعادۃ، 1327ھ
11- غازی، محمود احمد، ڈاکٹر، محاضرات حدیث، ص: 71، الفیصل ناشران وتاجران کتب، اردو بازار لاہور
12- ایضاً، ص: 72
13- محمد اقبال، علامہ، کلیات اقبال اردو، ص: 142، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور 1994ء
14- رشید رضا، علامہ، محاضرات، ص: 20
15- غازی، محمود احمد، ڈاکٹر، محاضرات حدیث، ص: 449
16- صحیح مسلم، کتاب الاشربہ، باب استحباب لعق الاصابع، حدیث نمبر 2031، ص: 440
17- روزنامہ نوائے وقت 30 جون 2005ء
18- صحیح مسلم، کتاب الطب، باب الطاعون، حدیث نمبر 2218
19- ابن عبدالبر، التمہید، ص: 6 / 212، دارالکتب العلمیہ بیروت
20- ابن القیم الجوزیہ، الطب النبوی، ص: 104
21- آئی اے ابراہیم، اسلام کی سچائی اور سائنس کے اعترافات، ص: 180، دارالسلام جدہ
22- محمد اقبال، علامہ، کلیات اقبال اردو، ص: 241
23- غازی، محمود، ڈاکٹر، محاضرات حدیث، ص: 462
24- ایضاً، ص: 458
25- ایضاً، ص: 456
26- ایضاً، ص: 460
27- محمد اقبال، علامہ، کلیات اقبال اردو، ص: 37